

مولانا محمد حذیفہ دستاوی

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوٹا انڈیا

مدارس اسلامیہ کا مقصد

الحمد للہ! اللہ رب العزت نے انسان کو عقل عطا کی ہے اور عقل عطا کرنے کا مقصد ہی تمیز بین الخیر والشر ہے، یعنی اسی عقل کے سہارے وہ اچھے برے میں تمیز کر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقلمند کا ہر کام با مقصد ہوتا ہے، وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے، مقصد کی تعیین کرتا ہے، تاکہ اس کی محنت کا ارت نہ ہو؛ جیسے کوئی انسان دوکان خریدتا ہے، تو مقصد اس میں تجارت کرنا ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر وہ اس میں تالا لگا دے تو لوگ بے وقوف کہیں گے، کہ عجیب آدمی ہے، دوکان خریدی یا بنائی اور ایسے ہی تالا لگائے پڑی ہے، تو تعجب کیوں؟ مقصد سے ہٹنے پر۔ ایسے ہی اللہ رب العزت نے انسان بنایا اور اسے اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز کیا، تو تخلیق انسانی کا مقصد بھی بیان کر دیا 'و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون' میں نے انسان اور جنات کو محض اپنی عبادت کی غرض سے پیدا کیا۔ تو معلوم ہوا کہ مقصد حیات انسانی، عبادت خداوندی ہے، بقیہ امور مثلاً: کمانا کھانا پینا سونا وغیرہ، مقصد نہیں، بلکہ ضرورت اور حاجت ہے، اگر کوئی انسان عبادت جل مجدہ سے منہ موڑ کر محض کھانے پینے کمانے اور سیر و تفریح، کھیل کود میں لگ جائے، تو اس کا مطلب وہ اپنے مقصد سے ہٹ کر زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسی لیے اس کا انجام جہنم اور عذاب ہوگا۔ جیسے قلم لکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے، مگر اگر ایک مدت تک اسے استعمال نہ کیا جائے تو وہ بے کار ہو جاتا ہے۔ اب جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو آئیے! مدارس کے قیام کا مقصد اور پس منظر بھی معلوم کرتے چلیں، تاکہ بعض روشن خیال، نام نہاد دانشور اور مدارس اور مسلمانوں کے نادان خیر خواہوں کو بھی بات سمجھ میں آجائے، اور وہ مدارس سے ڈاکٹرز، انجینئرز اور سائنس دان پیدا کرنے کی خواہش ترک کر دے، اور خود اپنے گریباں کو جو جانکلیں کہ معاشرے کو خاص طور پر مسلمان معاشرے کو جو ڈاکٹرز، سائنس دان اور انجینئرز وغیرہ نہیں مل رہے ہیں، اس میں تصور ان کا ہے، مدارس کا نہیں۔ ابھی کچھ دنوں پہلے میں نے ایک روزنامہ میں پڑھا کہ اتنے کثیر تعداد میں مدارس ہونے کے باوجود پچھلے نو سو سال میں مدارس نے کوئی خوارزمی خیام رازی امت کو نہیں دیا، تو مجھے بڑا عجیب سا معلوم ہوا، کچھ ہنسی بھی آئی اور غصہ بھی؛ تو میں نے قلم اٹھایا اور ارادہ کر لیا کہ ان جیسے مقالہ نگاروں کے سامنے مدارس کا مقصد بیان کر دینا ضروری ہے، تاکہ امت، خطبہ بحث کا شکار نہ

ہو جائے، امید ہے کہ اس کا بخور مطالعہ کریں گے۔

قیام مدارس کا پس منظر:

۱۸۵۷ء میں متحدہ ہندوستان کے باشندوں کی مسلح تحریک آزادی ناکام ہو گئی اور ہندوستان میں برطانوی حکومت باضابطہ قائم ہو گئی، تو اس نئی برطانوی ظالم حکومت نے دفاتروں اور عدالتوں سے فارسی اور عربی زبان کی بساط لپیٹ دی، اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم اسلامیہ کا بھی، خاص کر فقہ اسلامی، تفسیر، حدیث کی تعلیم دینے والے مدارس کے معاشرتی کردار پر بھی خطِ نخ کھینچ دیا گیا، جس کے نتیجے میں ہزاروں مدارس اس نوآبادیاتی فیصلے کے نذر ہو گئے، ایسی سنگین حالات میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی جماعت کے بچے کچھ درویش صفت بزرگوں نے دیوبند، سہارنپور، مراد آباد اور ہاٹ ہزاری میں دینی مدارس کے، ایک رضا کارانہ اور پرائیویٹ سلسلے کا آغاز کیا۔ جوان بزرگوں کے خلوص اور معاشرے کی دینی ضرورت کے باعث بہت جلد ایک مربوط اور منظم نظام کی شکل اختیار کر گیا، اور جنوبی ایشیا کے کونے کونے میں ایسے مدارس کا جال بچھ گیا، اور اب تو ماشاء اللہ صرف ہندوستان اور جنوبی ایشیا ہی نہیں، بل کہ برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور اب عرب ممالک میں بھی اس کے قیام کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، بل کہ قائم کئے جا رہے ہیں، اور کئے جاتے رہیں گے (انشاء اللہ)، کیوں کہ اس کا مقصد بڑا ہی پاکیزہ اور مقدس ہے۔ ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قیام مدارس کا مقصد:

اہل اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے انفرادی، اجتماعی، شخص و معاشرتی تمام معاملات میں وحی الہی کے پابند ہوں، اور اخروی نجات کے ساتھ ساتھ ان کی دنیاوی کامیابی اور فلاح بھی آسمانی تعلیمات کی پیروی پر موقوف ہے۔ اہل اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء کی تعلیمات کو حق مانتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ اور قرآن کریم وحی الہی کا فاعل ایڈیشن ہے، اور وہ مکمل محفوظ ہے؛ باقی تمام کتابیں عدم حفظ کا شکار ہے، لہذا راہِ حق کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور سبیل ہی نہیں۔ اس پس منظر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہر مسلمان مرد اور عورت کا قرآن و سنت کی تعلیمات سے آراستہ ہونا، اس کے دینی فرائض میں شامل ہے؛ لہذا دنیا پر استعماری طاقتوں کے تسلط سے پہلے مسلمانوں کی مذہبی حکومت اور قیادت ہی، دینی تعلیم کے فروغ کو اپنی دینی ذمہ داری سمجھتی تھی، لہذا اس کے لیے جو کچھ ہو، کر گذرتی تھی، اس میں کوتاہی نہیں کرتی تھی، مگر استعماریوں کے تسلط کے بعد مذہبی تعلیمات علما و علماء صحیح طور پر باقی رکھنے کے لیے رضا کارانہ طور پر مدارس کی صحبت میں پرائیویٹ تعلیمی نظام

کی بنیاد رکھی گئی، قیام مدارس سے اکابر کا اصل مقصد، اسلامی معاشرہ میں دینی تعلیم کو باقی رکھنے کے لیے معاشرہ میں مساجد و مدارس کو رجال کار کی فراہمی تھا، تاکہ دینی تعلیم کا سلسلہ بلا کسی تعطل و خلا کے چلتا رہے الحمد للہ مدارس اپنے مقصد میں کامیاب ہیں، خود علامہ اقبال نے مدارس پر اعتراض کرنے والوں سے کہا تھا کہ ”ان مدارس کو اسی حالت پر کام کرنے دو۔ اس نے ہندوستان کو اپنیں ہونے سے بچا لیا ہے۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مدارس، ضرورت کے بقدر انگریزی کمپیوٹر وغیرہ تو اپنے نصاب میں داخل کر سکتے ہیں مگر مدارس سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ڈاکٹر ز اور انجینئر معاشرہ کو فراہم کرے۔ بقول شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم، ایسا ہی ہے جیسے کسی میڈیکل کالج کے نصاب میں انجینئرنگ کی کتابیں داخل کرنا یا کسی انجینئرنگ کالج میں ڈاکٹری کی کتابیں داخل کرنا۔ ظاہر ہے کہ اس کو حماقت تصور کیا جاتا ہے، تو مدارس سے یہ مطالبہ بالکل ایسا ہی ہے، جیسے آم کے درخت سے جام یا انگور کی امید رکھنا۔

بہر حال اس مضمون کا مقصد، صرف قیام مدارس کا بیان کرنا تھا جو اختصاراً بیان کر دیا گیا، الحمد للہ! مدارس اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور انشاء اللہ کامیاب رہیں گے، ان ہی مدارس نے حضرت تھانوی، حضرت گنگوہی، قاضی مجاہد الاسلام، مولانا علی میاں ندوی، مولانا تقی عثمانی، مفتی شفیع صاحب، علامہ ادریس کاندھلوی، علامہ بنوری، علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر عثمانی، شیخ زکریا، قاری طیب صاحب، حضرت مدنی، علامہ کشمیری، عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا منظور نعمانی، وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اساطین علم و فضل امت کو عطا کئے اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان ہی کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو

پو بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

ڈاکٹر ز اور سائنس داں کا مطالبہ علی گڑھ اور جامعہ ملیہ سے کرو، جو اسی مقصد پر قائم کئے گئے تھے، کہ ہم امت

کو انجینئر ز، ڈاکٹر ز اور سائنس داں دیں گے، اگر ان مدارس سے بے جا مطالبات کرنے والوں کو شکایت ہی ہے۔

مدارس نے امت کو کیا دیا؟

مدارس کیسے چلتے ہیں اور انہیں کیسے چلایا جاتا ہے، اسے تو اللہ ہی خوب بہتر جانتے ہیں، کتنی قربانیوں اور کیسے

کیسے طعنوں اور در بدر کی ٹھوکروں کے نتیجے میں یہ اپنی خدمات میں معروف ہیں، وہ کوئی پوشیدہ نہیں، سبھی جانتے ہیں،

ایک طرف اعداء اسلام ان کو ”بنیاد پرست“، ”رجعت پسند“، ”دہشت گرد“، ”قدامت پسند“ کا طعنہ دیتے ہیں اور

دوسری جانب روشن خیال مسلمان حضرات ان کو ”ناتواں دوست“، ”ناتواں خطاویں“، ”مدارس کو مورد الزام ٹھہرا دیتے

ہیں، انجینئر زاورڈاکٹر زاور سائنس داں پیدا کرنے کا بیڑا ہم اہل مدارس نے لیا ہی کہاں ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ دینی مدارس اب نو نہالان امت کے ایمان کو بچانے کے لئے دینی ماحول میں عصری تعلیم کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں، مگر اس پر بھی امت کا ایک طبقہ ان کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ عجیب صورت حال، امت کو ہر جانب سے مدارس ہی کو نشانہ بنانے کی سوچتی ہے، مگر مدارس الحمد للہ! اللہ کی توفیق اور مدد سے برابر اپنی خدمت میں بلا کسی لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر مصروف کار ہیں؛ اللہ ہمارے ان مدارس کو ہر طرح کی داخلی و خارجی، ظاہری و باطنی سازشوں اور رفتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

مدارس نے امت کو یہ سب کچھ دیا:

- (۱): لاکھوں نادار افراد کو تعلیم سے بہرہ ور کیا۔
- (۲): معاشرے میں بنیادی تعلیم اور خواندگی میں معقول اضافہ کیا۔
- (۳): قرآن و سنت کی تعلیم اور دینی علوم کی اشاعت و فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔
- (۴): رام مسلمانوں کو دینی رہنمائی اور مذہبی تعلیم کے لئے رجال کار فراہم کئے۔
- (۵): رام مسلمانوں کے عقائد و عبادات و اخلاق اور مذہبی کردار کو تحفظ فراہم کیا۔
- (۶): اسلام کے خاندانی نظام اور کلچر اور ثقافت کی حفاظت کی۔
- (۷): اسلامی عقائد اور احکامات کی اشاعت کی اور اس پر ہونے والے اعتراضات و شبہات کا جواب دیا۔
- (۸): اسلام کی بنیادی تعلیمات عقائد اور احکام کی ہر طرح کی بغاوت اور تحریف سے حفاظت کی اور راسخ العقیدگی کو تحفظ دیا۔

(۹): مادہ پرستی، اور خود غرضی کے دور میں قناعت اور ایثار و سادگی کو مسلمانوں کے ایک طبقہ میں باقی رکھا۔

(۱۰): دینی الہی اور آسمانی تعلیمات کو عملی نمونہ کے طور پر باقی رکھا۔

مذکورہ چیزیں امت کو دیں، دے رہے ہیں اور انشاء اللہ! دیتے رہیں گے۔ اس طرح ان مدارس نے صرف مسلمانوں ہی نہیں، بلکہ پوری نسل انسانی کو آسمانی حقیقی سرچشمہ تک رسائی میں مرکزی کردار ادا کر کے، پوری انسانیت کی جانب سے فرض کفایہ ادا کیا، لہذا ساری انسانیت کو ان مدارس کا ممنون و مشکور ہونا چاہیے۔